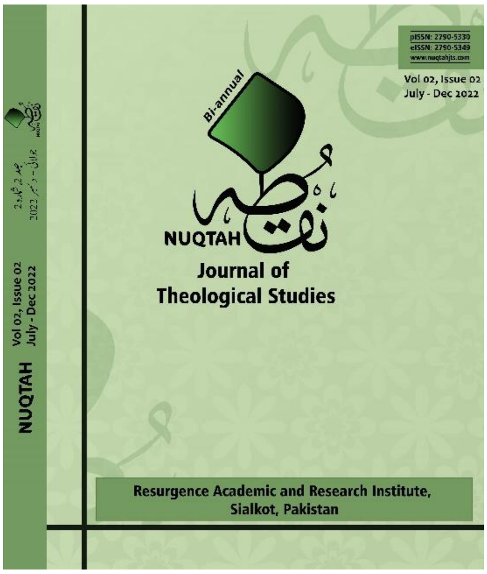

NUQTAH Journal of Theological Studies

Editor: Dr. Shumaila Majeed
(Bi-Annual)
Languages: Urdu, Arabic and English
pISSN: 2790-5330 eISSN: 2790-5349
https://nuqtahjts.com/index.php/njts

Published By:
Resurgence Academic and Research Institute, Sialkot (51310), Pakistan.
Email: editor@nuqtahjts.com

پختون معاشرہ میں رائج رسم سورہ (ونی) کا تعارف اور اس میں مذکورہ خامیاں ایک تحقیقی جائزہ

An introduction to ritual Surah (Vani) prevalent in Pakhtun society and a review of the mentioned flaws in it

Muhammad Dawood Khan
PhD Scholar of Islamic Studies, Malakand University
Email: muhammaddawoodkhan749@gmail.com

Hafeez Ur Rahman
Visiting Lecturer of Islamic Studies, Department of Sciences and Humanities, National University of Computer and Emerging Sciences, Lahore Campus, Lahore
Email: hafeez.rehman@lhr.nu.edu.pk

Dr. Hafiz Saeed Ahmad
Assistant Professor, Department of Religious Studies, FC College University, Lahore
Email: hafizsaeed@fccollege.edu.pk

Published online: 30th December 2022

OPEN ACCESS

View this issue

CC BY

Complete Guidelines and Publication details can be found at:

https://nuqtahjts.com/index.php/njts/publication-ethics

پختون معاشرہ میں رائج رسم سورہ (ونی) کا تعارف اور اس میں مذکورہ خامیاں ایک تحقیقی جائزہ

An introduction to ritual Surah (Vani) prevalent in Pakhtun society and a review of the mentioned flaws in it۔

ABSTRACT

No period of history has been free from the effects of customs and traditions, but it has been a general rule of law in every tribe, nation, and civilization. Therefore, acceptance of prevailing rituals can be seen in these Shariats also. Even the last Sharia introduced by the last Prophet Hazrat Muhammad Mustafa ;ﷺ in them, many pure Arab traditions have been made a part of the Islamic Shari'ah, and their observance has been described as a reward and reward.

The meaning of 'Rism' comes from 'rules and rules, from this point of view, there is nothing wrong with it. On the contrary, badness and evil are in the customs and traditions people invented in the name of religion.

It is a tradition that in ancient times, Jirga and Panchayat system was used to prevent enmities and killings among clans and families, and through this, such decisions were made. These decisions were made with the formal consent of the girls and the families to establish brotherhood in both families so that such incidents do not happen in the future.

In the beginning, although it was started with good intentions, over time, many flaws came to the fore, based on which there was a need to bring out the existing defects in Vini and make people aware of

them. The paper presents an introduction to Winnie and an exploratory review of its shortcomings.

تعارف:

"سورہ" لغوی طور پر پشتو زبان کا لفظ ہے، اس عورت کو کہا جاتا ہے، جو اونٹ یا دوسرے جانور پر سوار ہو، اس دور میں جب سواری کے دیگر ذرائع نہیں تھے اور اونٹ اور گھوڑے پر سواری کی جاتی تھی، تو دلہن کو اونٹ پر سوار کر کے لے جایا جاتا، اسی طرح جب وہ متحارب فریقوں میں صلح کرتے وقت بدلِ صلح کے طور پر دی جانے والی لڑکی کو بھی اونٹ پر سوار کر کے مخالف فریق کے گھر بھیجا جاتا اس وجہ سے متاثرہ لڑکی کو "سورہ" کہا جانے لگا اور پھر اسی مناسبت سے اس رسم کو سورہ کہا گیا۔([1])

پشتون معاشرہ میں جب ایک قبیلے کا آدمی دوسرے قبیلے کے کسی شخص کو قتل کر دیتا ہے یا دوسرے قبیلے کی کسی لڑکی کے ساتھ بدکاری کا مرتکب ہوتا ہے، تو مجرم شخص کی بہن یا بیٹی کو بطور بدلِ صلح متاثرہ قبیلے کے کسی شخص کو نکاح میں دیا جاتا ہے، اس رسم اور متاثرہ لڑکی دونوں کو سورہ کہا جاتا ہے۔([2])

سورہ کی رسم کسی ایک علاقے تک محدود نہیں بلکہ یہ رسم پاکستان کے تمام صوبوں، افغانستان اور عرب ممالک تک پھیلی ہوئی ہے، خیبر پختونخواہ میں اس رسم کو "سورہ"، پنجاب میں "ونی" بلوچستان میں "ارجائی"، سندھ میں "سنگ چٹی"، افغانستان میں "بد" کہا جاتا ہے۔

سورہ (ونی) کا شرعی جائزہ:

ابتدا میں اگرچہ سورہ کو لڑائی جھگڑوں سے پیدا ہونے والے دشمنیوں کو دوستیوں میں اور نفرتوں کو محبتوں میں تبدیل کرنے کے لیے رواج دیا گیا تھا، مگر موجودہ تناظر میں جہاں معاشرے کے اندر باقی اکثر رسومات انسانوں کی مشکلات اور مصائب کا سبب بنتی جارہی ہیں وہاں یہ رسم بھی معاشرے کے لیے ایک ناسور بن چکی ہے، اس لیے کہ ایک بے گناہ بچی اپنے کسی دوسرے رشتہ دار کے جرم کی سزا میں جل رہی ہوتی ہے، شریعت کا قانون یہ ہے کہ اگر کسی کام کو کرنے میں

فائدے بھی ہوں اور نقصانات بھی ہوں، تو شرعی نقطہ نگاہ سے فائدہ حاصل کرنے کی جگہ نقصان سے بچنا زیادہ بہتر ہوتا ہے۔ جیسے شرح مجلۃ میں ہے:

اذا تعارضت مفسدة ومصلحة يقدم دفع المفسدة على جلب المنفعة[3]

سورہ اگرچہ چند مصالح کے حصول کے لئے جاری کیا گیا تھا لیکن اس کے مفاسد کہیں زیادہ اور سنگین ہیں، لہٰذا ان مفاسد کی بنیاد پر موجودہ تناظر سے سورہ کے عدم جواز کا حکم لگایا جائے گا۔

سورہ سے پیدا ہونے والے مفاسد:

بنیادی طور پر سورہ سے پیدا ہونے والے مفاسد دو طرح کے ہیں:

(الف): نکاح کے مقاصد کا عدم حصول:

نکاح کا مقصد میاں بیوی کے درمیان محبت اور ہمدردی کا جذبہ ہے، قرآن مجید میں مرد کے لیے بیوی کا اور بیوی کے لیے شوہر کا ہونا عظیم نعمتوں میں شمار کیا گیا ہے، ارشاد باری تعالی ہے:

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ[4]

اور اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہارے ہی جنس سے بیویاں بنائیں، تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی، یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں، ان لوگوں کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ ازدواجی زندگی کا مقصد محبت، راحت اور سکون ہے، جبکہ سورہ میں اگر غور کیا جائے تو یہ مقاصد نظر نہیں آتے۔

1۔ صغیرہ (کم سن لڑکی) کے نکاح میں سوء اختیار:

شریعت اسلامی نے نابالغ کے نکاح کی صورت میں اس کو خیار بلوغ دیا ہے، لیکن اگر نکاح کرانے ولا باپ یا باپ کی عدم موجودگی میں دادا ہو تو پھر ان کو خیار بلوغ حاصل نہیں ہو گا، جیسے امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے:

اذا زوج الصغیرة والصغیر والدهما اَوالجد (اب الاب)اذاكان الولدمیتا،فالنكاح جائز،ولا خیار لهما۔(5)

جب نابالغ لڑکے یا لڑکی کا نکاح باپ کرائے یا باپ کے مرنے کی صورت میں دادا نکاح کرائے، تو نکاح جائز ہو گا اور ان کے لیے خیار بلوغ نہیں ہو گا۔ باپ دادا کی طرف سے کیے ہوئے نکاح میں صغیر و صغیرہ (کم سن لڑکا و لڑکی) کے لیے خیار بلوغ نہ ہونے کی وجہ باپ اور دادا کا کامل شفقت ہے، جیسا کہ ہدایہ میں ہے:

فلا خیار لهما بعد بلوغهما لانهما كاملاالرای وافراالشفقة۔[6]

تو ان دونوں کو باپ داد کے کامل شفقت کی وجہ سے خیار بلوغ حاصل نہ ہو گا، باپ اور داد کی شفقت کا مطلب یہی ہے کہ وہ اپنی اولاد کے لیے مستقبل کے اعتبار سے ایسا بہتر فیصلہ کریں، جو اولاد اپنی ناتجربہ کاری، جذباتیت، جنسی انارکی اور بے راہ روی کی وجہ سے نہیں کر سکتے، لیکن فقہاء کے نزدیک اگر باپ یا دادا اس اختیار کا غلط استعمال کرتے ہیں تو ان کے لیے نکاح کرانا جائز نہ ہو گا اور ان کا کیا ہوا نکاح باطل ہو گا، چنانچہ علامہ ابن عابدین فرماتے ہیں:

لو عرف من الاب سوء الاختیار لسفهه او لطمعه لا یجوزعقده اجماعا۔(7)

واضح ہو گیا اگر باپ بے وقوفی یا لالچ کے سبب سوء اختیار میں معروف ہو تو باجماع ایسا نکاح جائز نہیں ہو گا، معلوم یہ بھی واضح رہے کہ شریعت اسلامی نے اولیاء کو لڑکیوں کے معاملات میں تصرف کا جو اختیار دیا ہے، اس کی بنیاد ان کے ساتھ محبت و شفقت اور ان کے مفادات کی رعایت و حفاظت ہے، لہٰذا ولایت کی بنا پر انہیں ایسے ہی تصرفات کا اختیار ہو گا، جن میں لڑکیوں کے مفادات کا تحفظ ہو۔ سورہ کے ذریعے جو نکاح سر انجام پاتا ہے اس میں باپ کی طرف سے اکثر سوء اختیار ہوتا ہے، کیونکہ سورہ کی صورت میں باپ اپنی بیٹی یا بھائی اپنی بہن کے مفاد کو یکسر نظر انداز کر کے صرف اپنے آپ یا

خاندان کے دوسرے افراد کے بچاؤ کے لیے نکاح پر راضی ہوتا ہے، اکثر اوقات باپ کو علم بھی نہیں ہوتا کہ میری بیٹی کا نکاح کس سے ہوگا، کیونکہ وہ تمام اختیار جرگے کے سپرد کرتا ہے اور جرگہ مخالف خاندان میں جس کو مناسب سمجھے لڑکی کا نکاح اس سے کرادیتے ہیں، تو یہاں باپ یا تو سرے سے اختیار سے محروم رہتا ہے یا اپنے اختیار کا غلط استعمال کرلیتا ہے اس لیے یہ باپ کی طرف سے سوء اختیار ہوگا اور یہ نکاح باطل ہوگا۔

2۔ بالغہ پر اجبار:

شریعت اسلامی نے نکاح میں بالغہ لڑکی کی رضامندی کو بہت اہمیت دی ہے اور اس کو اپنے نفس کا اختیار دیا ہے، جو کئی احادیث مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے، جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الایم احق بنفسها من ولیها، البکر تستاذن فی نفسها واذنها صماتها۔(8)

ثیبہ کا اپنے نفس کے متعلق اختیار اپنے ولی سے بڑھ کر ہے اور باکرہ سے اس کے نفس کے متعلق پوچھا جائے گا اور اس کی اجازت اس کا سکوت اختیار کرنا ہے۔(9)

لہٰذا اگر کنواری لڑکی کسی لڑکے سے شادی کرنے سے انکار کرے، تو زبردستی اس کا نکاح کرانا درست نہ ہوگا، اور عموماً ایسا ہی ہوتا ہے تو یہ نکاح منعقد نہیں ہوگا اور یہ ایک طرح سے مرد اور عورت حرام کاری میں مبتلا رہیں گے، اور جو بھی اس معاملہ سے متعلق ہو، چاہے صلح والے ہوں یا لڑکی کے خاندان والے اس گناہ میں شریک ہونگے، ہدایہ میں ہے:

ولا یجوز للولی اجبار البکر البالغة النکاح۔۔۔ولنا انها حرة فلا یکون للغیر علیها ولایة الاجبار۔(10)

اور ولی کے لئے بالغہ کنواری پر نکاح کے معاملے میں جبر کرنا روا نہیں ہے۔

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

لا یجوز نکاح احد علی بالغة صحیحة العقل من اب او سلطان بغیر اذنہا،بکراً کا ن او ثیبا۔(11)

عاقلہ، بالغہ عورت کے والد یا قاضی کے لیے اس کے اجازت کے بغیر اس کا نکاح جائز نہیں ہے، چاہے وہ باکرہ ہو یا ثیبہ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بالغہ لڑکی کے نکاح کو، جو اس کی اجازت کے بغیر کیا گیا، مسترد فرمایا، جیسے صحیح البخاری میں ہے:

عنْ خَنْسَاءَ بِنْتِ خِذَامٍ الأَنْصَارِيَّةِ، أَنَّ أَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهْيَ ثَيِّبٌ فَكَرِهَتْ ذَلِكَ، فَأَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ نِكَاحَهَا۔[12]

خنساء بنت خذام انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان کے والد نے ان کی شادی کر دی، جبکہ وہ بالغہ تھیں، وہ اس شادی پر خوش نہیں تھیں، تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے نکاح کو رد فرمایا۔

اسی روایت کو مد نظر رکھتے ہوئے صاحب ہدایہ فرماتے ہیں:

ولا یجوز للولی اجبار البکرالبالغة علی النکاح۔[13]

ولی کے لیے بالغہ لڑکی کو نکاح پر مجبور کرنا جائز نہیں۔

مذکورہ بالا صورتوں میں اگر لڑکی بالغہ ہو، تو باپ اس کی مرضی کے بغیر اس کا نکاح نہیں کرا سکتا اور اگر باپ اس کا نکاح اس کے مرضی کے بغیر کرائے تو یہ نکاح منعقد نہیں ہو گا، دیکھا جائے تو سورہ کی صورت میں لڑکی اپنے ہونے والے شوہر کو جانتی تک نہیں اور زبردستی کر کے اس کو دشمن کے گھر نکاح کے بندھن میں باندھا جاتا ہے، تو کیا لڑکی دشمن کے گھر جا کر اس نکاح پر راضی ہو سکتی ہے؟ لیکن معاشرتی رکاوٹوں کی وجہ سے کوئی لڑکی انکار نہیں کر سکتی، بلکہ اسے مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ ہر صورت میں خاندان کے فیصلے پر راضی ہو، لہذا اس میں اکراہ کی صورت پیدا ہو جاتی ہے، اکراہ علی النکاح کی صورت میں نکاح کے وقوع اور عدم وقوع میں فقہاء کا اختلاف ہے، امام شافعیؒ کے نزدیک اکراہ کی صورت میں نکاح منعقد نہیں ہوتا ، البتہ احناف کے نزدیک نکاح منعقد ہوتا ہے[14]، لیکن لڑکی کو اختیار سے محروم کرنا شریعت کی خلاف ورزی ہے۔

3۔ عدم کفاءت:

شریعت اسلامی نے میاں بیوی کے خوشگوار تعلقات کی بقا کے لیے جانبین میں برابری کو لازم قرار دیا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لاتنکحوا النساءالا الاکفاء۔

([15]) عورتوں کا نکاح صرف کفو (برابری کی جگہوں) میں کراؤ

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابیہ کو صرف اس بناء پر نکاح توڑنے کا اختیار دیا کہ اس کے اور شوہر کے درمیان کفاءت نہیں تھی۔([16]) سورہ میں اگر دیکھا جائے تو اکثر لڑکی کے کفو وغیرہ کا خیال نہیں رکھا جاتا، اس صورت میں باپ بے اختیار ہوتا ہے اور اپنے آپ کو نقصان سے بچانے کے لیے لڑکے کا حسب ونسب، دین وتقویٰ اور عمر وغیرہ دیکھے بغیر اپنی بیٹی کا نکاح اس سے کرادیتا ہے اور بغیر کفو بیٹی کا نکاح کرانا شریعت اسلامی کی نظر میں ناپسندیدہ اور حرام ہے جیسے کشاف القناع میں ہے:

وَيَحرُمُ على وَلِيالمرئةتزويجها بغير كفءٍبغير رضاها۔[17]

ولی کے لیے عورت کی رضا کے بغیر اس کا نکاح غیر کفو میں حرام ہے۔

4۔ مہر سے محرومی:

شریعت اسلامی نے عورت کے لئے نکاح میں مہر ضروری قرار دیا ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

وَآتُواْ النَّسَاء صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً۔([18])

تم اپنی بیویوں کو ان کے مہر خوشی سے دے دو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہر کے بارے میں جو تاکید فرمائی ہے، وہ یہ ہے:

عَنْ مَيْمُونٍ الْكُرْدِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا مَرَّةً وَلَا مَرَّتَيْنِ وَلَا ثَلَاثَةً حَتَّى بَلَغَ عَشْرَ مِرَارٍ: أَيُّمَا رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً بِمَا قَلَّ مِنَ الْمَهْرِ أَوْ كَثُرَ لَيْسَ فِي نَفْسِهِ أَنْ يُؤَدِّيَ إِلَيْهَا حَقَّهَا، خَدَعَهَا، فَمَاتَ وَلَمْ يُؤَدِّ إِلَيْهَا حَقَّهَا، لَقِيَ اللَّهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهُوَ زَانٍ۔([19])

حضرت میمون کردی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "جس شخص نے کسی عوت سے کم یا زیادہ مہر پر نکاح کیا اور اس کے دل میں اس حق کی ادائیگی کا ارادہ ہی نہیں ہے تو قیامت میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں زناکار کی حیثیت سے پیش ہو گا۔"

مطلب یہ ہے کہ جو شخص مہر کے بارے میں شروع ہی سے بدنیت ہو، اقرار تو کر لیا، لیکن بعد میں دینے کی سوچ بھی نہ رکھتا ہو، تو وہ اس درجہ کا گناہ گار ہے گا کہ قیامت کے دن وہ زنا کا مجرم قرار دیا جائے گا، جبکہ رسم سورہ میں نکاح کے وقت مہر جیسے ضروری امر کے بارے میں مکمل خاموشی اختیار کی جاتی ہے، اور بعد میں اس کا نام تک نہیں لیا جاتا ہے، اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ لڑکی والے اپنی لڑکی کا نکاح دوسرے فریق کے لڑکے کے ساتھ بطور جرمانہ کرواتے ہیں، اس وجہ سے مہر کے متعلق لب کشائی کی جراءت نہیں کرسکتے، اور لڑکے والے مہر کے ذکر کے بغیر نکاح کو اپنا حق سمجھتے ہیں اور ذکر مہر کو اپنا توہین سمجھتے ہیں، سورہ میں لائی گئی لڑکی عموماً مہر سے محروم ہوتی ہے، حالانکہ مہر عورت کا ایک حق واجب ہے، اور اگر مہر مقرر بھی کی جاتی ہو تو وہ صرف برائے نام ہی ہوتا ہے، حالانکہ ایسی صورتوں میں اگر مہر مثل سے کم مہر مقرر کیا گیا تو یہ نکاح صحیح نہیں ہوتا جیسا کہ البحر الرائق میں ہے:

فظاہر کلامھم ان الاب اذا کان معروفا بسوء الاختیارلم یصح عقدہ باقل من مہرالمثل۔[20]

اگر باپ سوءاختیار کے ساتھ نکاح کرائے تو مہر مثلی سے کم میں عقد صحیح نہیں ہو گا۔

(ب) حدود اللہ سے تجاوز:

نکاح اللہ تعالیٰ کے احکام میں سے ایک اہم حکم ہے، جس کو اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریقوں کے ساتھ بجالانا ضرور ہے، ان میں کہیں بھی ان حدود سے تجاوز نہیں کرنی چاہیے، جن کو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے مقرر کیا ہو، جو اللہ تعالی کے بتائے ہوئے حدود سے تجاوز کرتے ہیں، اللہ تعالی ان کے متعلق فرماتے ہیں:

ومن یتعد حدوداللہ فاولئک ھم الظالمون([21])

جو لوگ اللہ تعالی کے حدود سے تجاوز کرتے ہیں، وہ ظالم ہیں۔

1۔ حرام کا مقدمہ

شریعت اسلامی نے انسان کو حرام افعال واعمال سے روکنے کے لیے حرام کی طرف لے جانے والے افعال بھی ممنوع قرار دیے ہیں، علامہ زرکشیؒ فرماتے ہیں:

اسباب الحرام حرام(22) حرام کے اسباب بھی حرام ہیں۔

مذکورہ جبری نکاح بھی کئی محرمات کا مقدمہ اور سبب بنتا ہے، اسلام نے شوہر پر بیوی کے بہت سے حقوق مقرر کیے ہیں اور اس بات کی ترغیب دی کہ بیویوں سے اچھے طریقے سے پیش آیا جائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خیرکم خیرکم لاہلہ۔[23] تم میں سے بہتر وہ ہے، جو اپنے اہل (بیوی) سے اچھی طریقے سے پیش آئے۔

مشاہدے سے ثابت ہوتا ہے کہ اس جیسے جبری نکاحوں کے ذریعے گھر آباد کرنے کی کوشش کامیاب نہیں ہوتی اور ایسی لڑکیاں نکاحوں کے باوجود بیوی کا مقام حاصل نہیں کرپاتی اور نہ بیوی کی حیثیت سے مطلوبہ عزت اسے دی جاتی ہے۔ سورہ کی حیثیت سے آئی ہوئی لڑکی اس گھر میں کس طرح عزت کی حق دار ٹھہرے گی؟ جس گھر کے کسی فرد کو اس کے باپ یا بھائی نے قتل کیا ہو یا اس گھر کی عزت لوٹی ہو، ان حالات میں عورت کو شریعت کی دی ہوئی عزت سے مکمل طور پر محروم کیا جاتا ہے، چونکہ عورت کو اس کے حقوق سے محروم کرنا حرام ہے اور سورہ میں دیے ہوئے عورت کا نکاح اس کے لیے مقدمہ اور سبب بنتا ہے، لہذا جہاں کہیں بھی ان حالات کا غالب گمان ہو وہاں نکاح کرانا جائز نہ ہوگا۔

2۔ آزاد کو مال بنانا:

شریعت اسلام نے اس بات کو حرام قرار دیا ہے کہ آزاد انسان کو غلام بنا کر بیچا جائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر تین اعمال کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب بتایا، چنانچہ حدیث قدسی ہے:

قال اللہ :ثلاثۃاناخصمہم یوم القیامۃرجل اعطیٰ بی ثم غدرورجل باع حرا فاکل ثمنہ(24)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قیامت کے دن میں تین افراد سے جھگڑا کروں گا، ان تینوں میں سے ایک آزاد کو بیچ کر اس کی قیمت کھانے والا ہے۔

جبکہ بدائع الصنائع میں ہے:

وَأَمَّا الشَّرَائِطُ الَّتِي تَرْجِعُ إِلَى الْمُصَالَحِ عَلَيْهِ.فَأَنْوَاعٌ: (مِنْهَا) أَنْ يَكُونَ مَالًا فَلَا يَصِحُّ الصُّلْحُ عَلَى الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالدَّمِ وَصَيْدِ الْإِحْرَامِ وَالْحَرَمِ وَكُلُّ مَا لَيْسَ بِمَالٍ؛ لِأَنَّ فِي الصُّلْحِ مَعْنَى الْمُعَاوَضَةِ فَمَا لَا يَصْلُحُ عِوَضًا فِي الْبِيَاعَاتِ لَا يَصْلُحُ بَدَلَ الصُّلْحِ، وَكَذَا إذَا صَالَحَ عَلَى عَبْدٍ، فَإِذَا هُوَ حُرٌّ؛ لَا يَصِحُّ الصُّلْحُ؛ لِأَنَّهُ تَبَيَّنَ أَنَّ الصُّلْحَ لَمْ يُصَادِفْ مَحَلَّهُ-(25)

سورہ کی صورت میں لڑکی کو بدلِ صلح کی صورت میں مال بنایا جاتا ہے، حالانکہ شریعت کے واضح احکامات ہیں کہ بدل صلح وہی چیز بن سکتی ہے، جس کو نکاح میں مقرر کرنا صحیح ہو جیسے مبسوط میں آیا ہے:

کل ما یصلح ان یکون صداقافی النکاح یصلح ان یکون عوضا فی الصلح-[26]

ہر وہ چیز نکاح میں مہر بن سکتی ہے، جس کا بدلِ صلح کے طور پر دینا جائز ہے اور نکاح میں مال متقوم کو مہر بنانا صحیح ہوتا ہے۔[27]

حالانکہ سورہ میں آزاد کو مال بنایا جاتا ہے، اس لیے یہ مکمل حرام ہے۔

اسی طرح فتاویٰ خیریہ میں ہے:

(سئل) فی قوم قتل بینهم قتیلا فصالح اولیائهما المتهمین بهما علی قدر من المال واتفقوا علی اخذ بنتین به فعقدعلی احداهما ولم یعقد علی الاخری، هل یجبرون علی النکاح الثانیة بالمبلغ المتفق علیه ام لا ولهم المطالبه بالمبلغ من المال الذی وقع الصلح علیه(اجاب)لا یجبرون علی ذٰلک والصلح عن الجنایة بالمال جائز بالاجماع ولا یجوز بالحرة ولا بما لیس بمال بالاجماع۔(28)

(سوال ہوا) ایک قوم میں ایک شخص کو قتل کر دیا گیا تو مقتول کے اولیاء نے کچھ مال پر اور قاتل کے خاندان سے دو لڑکیوں کے لینے پر اتفاق کیا۔ تو ان میں سے ایک لڑکی کا عقد نکاح کیا گیا لیکن دوسری پر نہیں۔ تو کیا دوسری کے نکاح پر مال متفقہ کے ذریعے جبر واکراہ جائز ہے یا نہیں اور انہوں نے صلح میں مقرر شدہ مال کا مطالبہ کیا ہے۔

(جواب دیا) کہ جبر واکراہ اس پر نہیں کیا جا سکتا اور جنایت سے مال کے ذریعے صلح بالاتفاق جائز ہے اور آزاد عورت پر جائز نہیں اور نہ اس پر جو مال نہیں۔ یہ اجماعی رائے ہے۔

گویا حرہ (آزاد عورت) بالاجماع مال نہیں بن سکتی۔

3۔ غیر مجرم کو سزا دینا:

رسم سورہ میں متاثرہ لڑکی کو خاندان کے کسی مرد کے جرم کی سزا دی جاتی ہے، زمانہ جاہلیت میں یہ طریقہ رائج تھا کہ مجرم کی بجائے اس کے بیٹے یا کسی اور رشتہ دار کو سزا دی جاتی تھی، قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں اس عمل کی مذمت بیان کر کے اس کو حرام قرار دیا گیا ہے، ذیل میں قرآن و حدیث سے چند مثالیں ذکر کی جاتی ہے:

1۔يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى الْحُرُّ بِالْحُرِّ([29])اے ایمان والو! تم پر قصاص فرض کیا گیا ہے۔ زمانہ جاہلیت میں قاتل غلام کے بدلے بے گناہ آزاد کو اور قاتلہ عورت کے بدلے بے گناہ مرد کو قتل کیا جاتا، جس کی تردید اللہ تعالیٰ نے سختی کے ساتھ فرمائی۔

2۔وَمَن يَكْسِبْ إِثْمًا فَإِنَّمَا يَكْسِبُهُ عَلَى نَفْسِهِ([30])ہر انسان دنیا و آخرت میں اپنے گناہوں کا سزاوار خود ہو گا۔

3۔وَ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرى۔([31])کوئی کسی (کے گناہ) کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ اس آیت کی تفسیر میں علامہ قرطبی فرماتے ہیں:

انما نزلت رداً علیٰ العرب فی الجاہلیۃمن مؤاخذۃ الرجل بابنہ وبجریرۃ حلیفہ۔[32] جاہلیت میں انسان کو اس کے باپ، بیٹے یا دوست کے جرم میں سزا دی جاتی تھی، جس کی تردید کے لیے یہ آیت کریمہ نازل کی گئی۔

اسی طرح ابن العربی فرماتے ہیں:

ھذاانما بینہ لھم رداً علی اعتقادھم فی الجاہلیۃمن مواخذہ الرجل بابنہ وبابیہ وبجریرۃحلیفہ۔([33])

اس آیت کریمہ میں ان کے جاہلیت کے اس برے طریقے کو بیان کیا گیا، جس میں کسی شخص کو باپ، بیٹے یا دوست کے جرم کی سزا دی جاتی تھی۔

4۔لھا ما کسبت وعلیھا ما اکتسبت۔[34] اچھے کام کرے گا تو اس کو ان کا فائدہ ملے گا برے کام کرے گا، تو اسے ان کا نقصان پہنچے گا۔ ابو بکر جصاصؒ اس آیت کی تفسیر کے بارے میں فرماتے ہیں:

فيه الدلالة على ان يا كل احد من المكلفين فاحكام افعاله متعلقةبه دون غيره،وان احد ا لايجوز تصرفه على غيره ولا يوا خذبجريرةسواه۔([35])

یہ آیت کریمہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مکلفین کے افعال سے متعلق نازل شدہ احکام کسی اور کے ساتھ نہیں، بلکہ خود ان کے ساتھ متعلق ہوں گے اور کسی کو اپنے علاوہ کسی اور پر تصرف حاصل نہیں ہو گا اور نہ کسی اور کے سزا میں اس کو پکڑا جائے گا۔

5۔ سنن ترمذی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الا لا يجنى جان الا على نفسه الا لا يجنى جان على ولده ولا مولود على والده۔(34)

سن لو!جنایت والے کا بدلہ اس کے کرنے والے پر ہو گا نہ کہ اس کے باپ یا بیٹے پر۔

6۔ایک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:لا يؤخذ الرجل بجريرة ابيه ولا بجريرة اخيه۔[36]کسی انسان کو اس کے باپ اور بھائی کے جرم کی سزا نہیں ملے گی۔ مذکورہ بالا آیات اور احادیث میں واضح طور پر غیر مجرم کو سزا دینے کی حرمت بیان ہوئی ہے، جبکہ سورہ کی صورت میں متاثرہ لڑکی کو خاندان کے کسی مرد کے جرم کی سزا دی جاتی ہے۔

4۔ حدود اللہ کے ثابت ہونے کے بعد صلح کرنا:

بعض اوقات خاندان کا کوئی لڑکا دوسرے خاندان کی کسی لڑکی سے بدکاری کا مرتکب ہوتا ہے تو لڑکے کے خاندان والے متاثرہ خاندان کو بدل صلح کے طور پر سورہ دیتے ہیں، حالانکہ حدود اللہ کے ثبوت کے بعد اس طرح صلح کرنا جائز نہیں ہے۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو حدود اللہ سے صلح کا مقدمہ پیش کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صلح کو رد فرماتے ہوئے حد جاری کرنے کا حکم دیا:

قَالَ: إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَى هَذَا فَزَنَى بِامْرَأَتِهِ، فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَخَادِمٍ، ثُمَّ سَأَلْتُ رِجَالًا مِنْ أَهْلِ العِلْمِ، فَأَخْبَرُونِي: أَنَّ عَلَى ابْنِي جَلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِيبَ عَامٍ، وَعَلَى امْرَأَتِهِ الرَّجْمَ. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللَّهِ جَلَّ ذِكْرُهُ، المِائَةُ شَاةٍ وَالخَادِمُ رَدٌّ عَلَيْكَ

وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ، وَاغْدُ يَا أُنَيْسُ عَلَى امْرَأَةِ هَذَا، فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا» فَغَدَا عَلَيْهَا فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا-(37)

اس نے کہا میرا ایک بیٹا اس شخص کے ہاں نوکر تھا، اس نے اس کی بیوی سے زنا کیا، مجھے لوگوں نے بتایا ہے کہ میرے بیٹے پر رجم کی سزا جاری ہوگی میں نے فدیہ میں اس شخص کو سو بکریاں اور ایک لونڈی دی، پھر میں نے اہل علم سے دریافت کیا ،انہوں نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے پر سو کوڑوں اور ایک سال جلاوطنی کی سزا نافذ ہے اور اس کی بیوی پر رجم کی سزا ہے ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سنو قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے میں تمہارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق ہی فیصلہ کروں گا اور وہ یہ ہے کہ تیری بکریاں اور لونڈی تجھے واپس کر دی جائیں گی اور تیرے بیٹے پر سو کوڑوں کی اور ایک سال جلاوطنی کی سزا جاری ہوگی، اور انیس کو حکم دیا کہ اس شخص کی بیوی کے پاس جائے، اگر وہ اقرار کرے تو اسے رجم کردے، پس اس عورت نے اقرار کیا، تو اسے رجم کر دیا گیا۔

اس حدیث مبارکہ میں بدکاری کے ثبوت کے بعد صلح کرنے کے عدم جواز پر دلالت موجود ہے، لہٰذا حدود اللہ کے معاملے میں صلح کے طور پر سورہ دینا شریعت اسلامی کے خلاف ورزی اور بدترین ظلم ہے۔

5۔ سبب ظلم ہونا:

سورہ کی صورت میں جس لڑکی کا نکاح کیا جاتا ہے، بعد میں اس کے ساتھ ظلم کیا جاتا ہے، تو یہ ایک قسم کے ظلم کے بننے کا سبب ہے اور شریعت اسلامی میں ظلم حرام ہیں، تو جس طرح ظلم حرام ہے اسی طرح جو چیز ظلم کا سبب بنے وہ بھی حرام ہوگا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

عن عبدِ اللهِ بن عمرَ رضيَ اللهُ عنهما أنَّ رسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم - قالَ:"المسلم أخو المسلمِ؛ لا يَظْلِمُهُ، ولا يُسْلِمُهُ(38) مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسے ظالم کے حوالے کرتا ہے۔

نتائج وخلاصہ:

اسلام دین فطرت ہے جو بنی نوع انسان کے ہمہ طرح کے حقوق کی ضمانت فراہم کرتا ہے، اس لئے اس میں کسی مصلحت کے تحت بھی کسی کی عزت، مال اور جان کو داؤپہ لگانا یہ انسانیت سوز عمل ہے، خطبہ حجۃ الوداع میں حضور پاک علیہ السلام نے فرمایا "لوگو! تمہارے خون تمہارے مال اور تمہاری عزتیں ایک دوسرے پر ایسی حرام ہیں جیسا کہ تم آج کے دن کی اس شہر کی اور اس مہینہ کی حرمت کرتے ہو" لہذا زمانہ جاھلیت میں جس طرح انسانیت کی تذلیل کی جاتی تھی، انسانی جان ومال اور عزت کا کوئی پاس نہیں تھا اسی طرح جدید زمانے میں اس طرح کی رسومات جو انسانی مال وجان اور عزت کی پامالی کا سبب بنیں وہ قابل مذمت ہیں، الغرض مصالح کے حصول سے مفاسد کا دور کرنا زیادہ اولی ہے۔ شریعت اسلامی میں ایک انسان کے جرم کی سزا دوسرے انسان کو دینا جائز نہیں۔ حدود اللہ ثابت ہونے کے بعد حدود اللہ کے بدلے صلح جائز نہیں۔ آزاد انسان کو مال بنانا درست نہیں۔ حرام کی طرف لے جانے والا کام بھی حرام ہوتا ہے۔ باپ اور دادا کو اللہ تعالی نے بیٹی کی نکاح میں جو اختیار دیا ہے اس اختیار کو غلط استعمال کرنے کے بعد نکاح، اصولی طور پر وہ اس اختیار سے ہی محروم ہو جاتے ہیں۔ درج بالا حوالہ جات سے واضح ہوا کہ بالغہ کے نکاح کے لیے اس کی اجازت شرط ہے اسی وجہ سے سورہ غیر شرعی ہونے کے ساتھ ساتھ بہت سارے معاشرتی برائیوں کا بھی سبب بنتی ہے۔

مصادر اور مراجع:

1 M. Ibraheem Atayee, A Dictionary of the Terminology of Pashtuns Tribal Customary Law and Usages (Kabul: International Center for Pashto Studies Academy of science of Afghanistan, 1979) 92.

2 Dr Sherzaman Taiazi, Jirga System in Tribal Life (Peshawar: Peshawar university, 2007)1.

3 محمد خالد الاتاسی، شرح المجلۃ للاتاسی (کوئٹہ، مکتبہ رشیدیہ، س ن)41۔

Muhammad Khalid al-Ataasi, Sharh al-Majallah li al-Ataasai (Quetta: Maktaba Rashidia, nd) 41.

4 الروم21:30۔

Al-Room, 30:21.

5 محمد بن فرقد الشیبانی، الحجۃ علی اہل المدینۃ (بیروت: عالم الکتب، 1403ھ) 3/142۔

Muhammad b. Farqad Al-Shaibani, Al-Hujjah alaa ahl al-Madina, (Beirut: alam al-Kutub, 1403 AH) 3/142.

6 علی بن ابی بکر المرغینانی، الهدایۃ شرح بدایۃ المبتدی (کراچی: مکتبۃ البشریٰ، 1428ھ) 3/43۔

Ali b. Abi Bakr al-Marghinani, al-Hidayah sharh Bidayah al-Mubtadi (Karachi: Maktabah al-Bushra, 1428 AH) 3/43.

7 محمد امین بن عمر ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختار (بیروت: دار الفکر، 1422ھ) 3/67۔

Muhammad Amin b. Umar ibn Abideen, Rad al-Muhtar ala al-Dur al-Mukhtar (Beirut: Dar al-Fikr, 1422 AH) 3/67.

8 ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب بن علی النسائی، سنن النسائی، کتاب النکاح، باب استیذان البکر فی نفسھا، رقم الحدیث: 3261۔

Abu Abd al-Rahman b. ali al-Nasai, Sunan al-Nasai, Kitab al-Nikah, Bab Istizan al0bikr fi nafsiha, Hadith no. 3261.

9 مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری النیسابوری، صحیح مسلم، کتاب الحج، باب الاستیذان فی النکاح، رقم الحدیث: 1421۔

Muslim b. al-hajjaj b. Muslim al0Qushairi al-Nisa buri, Sahih Muslim, Kitab al-Hajj, Bab al-Istizan fi al-Nikah, Hadith no. 1421.

10 مرغینانی، ہدایہ، 2/10۔

Marghinani, Hidayah, 2/10.

11 الشیخ نظام وجماعۃ من علماء الھند، فتاوی ہندیہ (بیروت: دار الفکر، 1310ھ) 1/287۔

Al-Shaikh Nizam wa jama'ah min Ulama' al-Hind, Fatawa Hindia (Beirut: Dar al-Fikr, 1310 AH) 1/287.

12 محمد بن اسماعیل البخاری، الصحیح للبخاری، کتاب النکاح، باب: اذا زوج ابنتہ وھی کارھۃ فنکاحہ مردود، حدیث: 5138۔

Muhammd b. Ismail al-Bukhari, al-sahih li al-Bukhari, Kitab al-Nikah, Bab iza zawwaja ibnatah wa hiya kariha fa nikakukoo mardud, Hadith no. 5138.

13 مرغینانی، ہدایہ، 3/251۔

Marghinani, Hidayah, 3/251.

14 ابو بکر بن مسعود الکاسانی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع (بیروت: دار لکتب العلمیۃ، 1406ھ) 2/310۔

Abu Bakr b. Masood al-Kasaani, Badai' al-Sanai'fi tarteeb al-Sharai' (Beirut: Dar al-Kutub al-'Ilmiyyah, 1406 AH) 2/310.

15 ابو بکر احمد بن الحسین بن علی البیھقی، سنن الکبری، کتاب النکاح، باب اعتبار الکفاءۃ، رقم الحدیث: 13760۔

Abu Bakr Ahmad b. al0Hussain b. Ali al-Baihaqi, Sunan al-Kubra, Kitab al-Nikah, Bab I'tibar al-Kifa'ah, Hadith no. 13760.

16 البخاری، الصحیح للبخاری، کتاب الطلاق، باب لا یکون بیع الامۃ طلاقا، رقم الحدیث: 5279۔

al-Bukhari, al-sahih li al-Bukhari, Kitab al-Talaq, Bab la yakuno bai' al-amah talaqa, Hadith no. 5279.

17 منصور بن یونس البھوتی الحنبلی، کشاف القناع عن متن الاقناع (بیروت: دار الکتب العلمیہ، س ن) 5/67۔

18 نساء 4:4۔

Nisa, 4:4.

19 ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی، المعجم الاوسط، حدیث رقم: 1801۔

Abu al-Qasim Suleman b. Ahmad al-Tabrani, Al-Mu'jam al-Aawsat, Hadith no. 1801.

20 زین الدین بن ابراھیم بن محمد ابن نجیم المصری، البحر الرائق (القاہرہ: دار الکتاب الاسلامی، س ن) 3/135۔

Zain al-Din b. Ibrahim b. Muhammad b. Nujaim al-Misri, Al-Bahr al-Raiq (Cairo: Dar al-Kitab Al-Islami, nd) 3/135.

21 البقرۃ 2:229۔

Al-Baqarah, 2:229.

22 البحر المحیط فی اصول الفقہ، محمد بن عبداللہ بدرالدین الزرکشی (بیروت: دارالکتب العلمیہ، 1414ھ) 1/300۔

Al-Bahr al-Muhit fi Usool al-Fiqh, Muhammad b. Abd Allah Bad al-Din al-Zarkashi (Beirut: Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, 1414 AH) 1/300.

23 محمد بن عیسیٰ ترمذی، سنن ترمذی، ابواب المناقب، باب فی فضل ازواج النبی ﷺ، رقم الحدیث: 3895۔

Muhammad b. Isa Tirmidhi, Sunan Tirmidhi, Abwab al-Manaqib, Bab fi fazl azwaj al-Nabi, Hadith no. 3895.

24 البخاری، الصحیح للبخاری، کتاب البیوع، باب فی اثم من باع حرا، رقم الحدیث: 2227۔

al-Bukhari, al-sahih li al-Bukhari, Kitab al-Buyu', Bab fi ithm' man ba'a hurraa, Hadith no. 2227.

25 کاسانی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، 6/42۔

Kasaani, Badai' al-Sanai'fi tarteeb al-Sharai', 6/42.

26 محمد بن احمد السرخسی، المبسوط (بیروت: دارالمعرفہ، 1414ھ) 21/11۔

Muhammad b. Ahmad al-Sarakhsi, al-Mabsoot (Beirut: Dar al-Ma'rifah, 1414 AH) 11/21.

27 سرخسی، المبسوط، 21/13۔

Sarakhsi, al-Mabsoot, 21/13.

28 ابوالخیر عبداللہ محی الدین فاروقی، فتاویٰ خیریہ (کراچی: ادارہ مسعودیہ، س ن) 2/104۔

Abu al-Khair Abd Allah Muhyi al-Din Farooqi, Fatawa Khairiyyah (Karachi: Idara Masoodiyyah, nd) 2/104.

29 البقرۃ2: 178۔

Al-Baqarah, 2:178.

30 نساء4: 111۔

Nisa, 4:111.

31 الانعام6: 164۔

Al-An'am, 6:164.

32 محمد بن احمد القرطبی، الجامع لاحکام القرآن (القاہرہ: دارالکتب المصریہ، 1384ھ) 7/156۔

Muhammad b. Ahmad al-Qrtubi, al-Jami' li Ahkam al-Quran (Cairo: Dar al-Kutub al-Misriyyah, 1384 AH) 156/7.

33 محمد بن عبداللہ ابو بکر، احکام القرآن (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1424ھ) 3/300۔

Muhammad b. Abd Allah Abu Bakr, Ahkam al-Quran (Beirut: Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, 1424 AH) 3/300.

34 البقرۃ2: 286۔

Al-Baqarah, 2:286.

35 احمد بن علی ابو بکر الرازی، احکام القرآن (بیروت: دارالکتب العلمیہ، 1415ھ) 1/653۔

Ahmad b. Ali Abu Bakr al-Razi, Ahkam al-Quran (Beirut: Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, 1415 AH) 1/653.

36 نسائی، سنن نسائی، کتاب تحریم الدم، باب تحریم القتل، رقم الحدیث: 4127۔

al-Nasai, Sunan al-Nasai, Kitab tahreem al-Dam, Bab tahreem al-Qatl, Hadith no. 4127.

37 البخاری، الصحیح للبخاری، کتاب الحدود، باب الاعتراف بالزنا، حدیث: 6827۔

al-Bukhari, al-sahih li al-Bukhari, Bab al-"itiraf bi al-zina, Hadith no. 6827.

38 البخاری، الصحیح للبخاری، باب نصر المظلوم، رقم الحدیث: 1117۔

al-Bukhari, al-sahih li al-Bukhari, Bab Nasr al-Mazloom, Hadith no. 1117.